اجتہاد کا تاریخی پس منظر

دور ثانی تابعین کا اجتہاد

(۴)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

تابعین کے بنیادی کام

تمدن کی وسعت، فتوحات کی کثرت اور علمی ترقی کی وجہ سے صحابہ کے مقابلہ میں تابعین کو اجتہاد کی زیادہ ضرورت پیش آئی جس کی بنار پر انھوں نے اجتہاد کے دائرہ کو زیادہ وسیع کیا اور اس کے لئے انھوں نے درج ذیل تین بنیادی کام کئے:

(۱) حکومتی سطح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو جمع کیا۔

(۲) صحابہ کے اقوال وفتاوی اور ان کے اجتہادات کی شیرازہ بندی کی۔

(۳) اجتہاد کے ذوق کو علمی رنگ دیا۔

احادیث کی تدوین

(۱) فقہی احکام کے سلسلہ میں احادیث جمع کرنے کی اصلاً ضرورت اُس وقت پیش آئی جبکہ صحابہ مختلف شہروں اور ملکوں میں پھیل گئے جب تک وہ مدینہ میں رہے ان کے سینوں اور صحیفوں میں محفوظ احادیث سے بآسانی استفادہ کیا جاتا رہا اور درج ذیل وجوہات کی بنار پر ان کو جمع نہ کیا گیا۔

(ا) اہم اور مقدم کام قرآن کی تدوین کا تھا اگر قرآن ہی کی طرح احادیث کی طرف بھی توجہ دی جاتی تو دونوں کو یکساں اہمیت حاصل ہوجاتی اور ان کے درمیان فرق و امتیاز قائم رکھنا دشوار ہوجاتا۔

(ب) کاتب بھی اس زمانے میں کم تھے اور کام لمبا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ۲۳ سالہ زندگی پر پھیلی ہوئی تھیں حکومت کے پیش نظر دوسرے بہت سے اہم مشاغل تھے جن کی طرف توجہ مقدم تھی۔

(ج) عرب کو اپنے حافظہ پر زیادہ اعتماد تھا۔ حدیث کی حفاظت کا طریقہ کتابت ہی نہ تھا بلکہ روایت اور عادل ثقہ سے روایت بھی تھا صحابہ میں بکثرت روایت کرنے والے موجود تھے کوئی احتیاطاً کم روایت کرتا اور کوئی مصلحتاً زیادہ روایت کرتا تھا جس سے حدیثوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ تھا پھر بعض صحابہ کے پاس ذاتی طور پر لکھے ہوئے صحیفے بھی موجود تھے مثلاً صحیفۂ صادقہ (عبداللہ بن عمرو بن العاص کا تیار کیا ہوا) صحیفۂ علی، صحیفۂ عمرو بن حرام، صحیفۂ وائل بن حجر، صحیفۂ عبداللہ بن عباس، صحیفۂ ابوہریرہ (جس کو ہمام بن منتبہ نے تیار کیا تھا) صحیفۂ عبداللہ بن مسعود وغیرہ۔

تابعین میں حکومتی سطح پر احادیث جمع کرنے کی طرف سب سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے توجہ دی اور مدینہ و دیگر اطراف کے حاکم و کبار علماء کو اس سلسلہ میں خطوط لکھے[1] پھر نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہونچا۔ جس کا اعتراف مشہور مستشرق "گولڈزیہر" نے بھی کیا ہے۔

گولڈ زیہر کا اعتراف

"حدیثوں کو جمع کرنے کے لئے محدثین نے اسلامی دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارہ۔ اندلس سے وسط ایشیا تک، شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا

---

[1] امام مالک۔ مؤطا، ابونعیم تاریخ اصبہان و محمد خضری تاریخ التشریع الاسلامی

پیدل سفر کیا تاکہ دوسروں تک منتقل کرسکیں۔ اس زمانہ میں حدیث جمع کرنے کی اس سے زیادہ معتبر اور قابل اعتماد صورت نہ تھی، رحّال (بہت سفر کرنے والے) اور جوّال (بہت سیر و سیاحت کرنے والے) کے قابل فخر القاب دراصل ان اونچے درجہ کے لوگوں سے کبھی جدا نہیں ہوئے۔ راہِ علم کے مسافروں کیلئے طواف الاقالیم (ملکوں کا طواف کرنے والے) نہ کسی استعارہ پر مبنی ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا مبالغہ ہے ان لوگوں نے تمام ملکوں کا سفر محض سیر و سیاحت یا تجربہ حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ان کا مقصد صرف حدیث کے جاننے والوں سے ملنا اور ان سے حدیثیں حاصل کرنا تھا۔ حدیث کی طلب و جستجو میں ان کی مثال اس "چڑیا" کی تھی جو ہر درخت (اس کی ہر شاخ) پر اس کی پتیوں سے غذا حاصل کرنے اور لطف اندوز ہونے کے لئے بیٹھتی ہے[۱]۔"

تدوین حدیث سے اجتہاد میں وسعت احادیث جمع ہونے کے بعد فقہی احکام کا کافی ذخیرہ سامنے آ گیا جس میں رسول اللہ کے اقوال، افعال اور اجتہادات سب کچھ تھے جس سے تابعین کو دائرہ اجتہاد وسیع کرنے میں سہولت ہوئی۔

اجتہادات کی شیرازہ بندی (۲) صحابہ کے اقوال و فتاویٰ اور ان کے اجتہادات کی شیرازہ بندی کے لئے سب سے اہم کام ان کے زاویۂ نگاہ کا تعین تھا چنانچہ اس کے لئے تابعین نے صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

(۱) اہل مدینہ اور ——— (۲) اہل کوفہ

اہل مدینہ اور اہل کوفہ کے زاویۂ نگاہ کا تعین اہل مدینہ بدرجۂ مجبوری اجتہاد سے کام لیتے تھے ان کے پاس احادیث کا ذخیرہ جس قدر موجود

---

[۱] Muslim Studies by Ignaz Goldziher English Translation Vol II Part VI.

تھا وہ مسائل حل کرنے کے لئے بڑی حد تک کافی تھا پھر ان کو اجتہاد کی ویسی ضرورت نہ پیش آتی جیسی اہل عراق کو پیش آتی تھی۔

اہل کوفہ اجتہاد کرنے میں زیادہ وسیع المشرب تھے ان کو اہل مدینہ کے مقابلہ میں اجتہاد کی ضرورت بھی زیادہ پیش آئی، اور ان کے پاس احادیث کا ذخیرہ بھی نسبتاً کم تھا جس کی بنا پر وہ درایت سے کام لینے پر مجبور ہوئے۔

اہل مدینہ کے مرجع حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت عائشہؓ وغیرہ اصحاب ہیں اور تابعین میں نمائندے سعیدؓ بن مسیّب، عروہؓ بن زبیر قاسمؓ بن محمد ابوبکرؓ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، عبیداللہؓ بن عبداللہ بن مسعود سلیمانؓ بن یسار خارجہ بن زید بن ثابت وغیرہ ہیں لیکن ان میں زیادہ اہمیت سعیدؓ بن مسیّب کو حاصل ہے۔

اہل کوفہ کے مرجع حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود وغیرہ ہیں اور تابعین میں نمائندے ابراہیمؓ نخعی، علقمہؓ بن قیس، اسودؓ بن یزید، مسروقؓ بن اجدع، عبیدہؓ بن عمرو سلمانی، شریحؓ بن حارث، حارثؓ اعور وغیرہ ہیں ان میں زیادہ اہمیت ابراہیم نخعی کو حاصل ہے۔

اہل مدینہ فقہ میں زیادہ قابل اعتماد مکہ و مدینہ کے لوگوں کو سمجھتے اور حضرت عمرؓ، زیدؓ بن ثابت اور عائشہؓ وغیرہ کے اقوال و فتاویٰ کو مقدم رکھتے تھے جس مسئلہ میں ان حضرات کی متفقہ رائے ہوتی اس میں چون وچرا کی گنجائش نہ تھی اور جس میں اختلاف ہوتا قوی اور راجح رائے تلاش کرتے تھے اور اگر کسی مسئلہ میں ان حضرات کی رائے نہ ظاہر ہوتی تو ان کے اقوال و فتاویٰ سے استخراج و استنباط کرتے اور وقت ضرورت اجتہاد بالمصلحت سے کام لیتے تھے قیاس و رائے کو حتی الامکان استعمال کرنے سے گریز کرتے تھے۔

اہل کوفہ فقہ میں زیادہ قابل اعتماد عبداللہؓ بن مسعود، علیؓ اور عمرؓ کو سمجھتے اور انھیں کے اقوال و فتاویٰ کو مقدم رکھتے تھے۔ اختلاف کی صورت میں قوی و راجح رائے تلاش

کرتے تھے اور اگران حضرات کی رائے کسی مسئلہ میں نہ ظاہر ہوتی تو ان کے اقوال و فتاویٰ سے استخراج و استنباط کرتے تھے اجتہاد کرنے میں یہ لوگ بڑے فراخ حوصلہ تھے اور قیاس و رائے سے زیادہ کام لیتے تھے۔

پہلے اہل مدینہ کی زیادہ شہرت تھی بعد میں اہل کوفہ کی ہوئی۔ ابتدا میں ان دونوں مسلکوں کا فرق زیادہ نمایاں نہ تھا لیکن بعد میں دو مستقل مکتبۂ فکر قرار پائے۔ یہ دونوں طرزِ فکر صحابہ میں موجود تھے لیکن ان کے مجتمع ہونے اور رسول اللہؐ سے براہ راست اخذ و استفادہ کی وجہ سے ظاہر نہ ہوئے تھے۔ لیکن تابعین کے زمانہ میں صحابہ کے منتشر ہونے اور ان کو مختلف احوال و مسائل سے سابقہ پڑنے کی وجہ سے زیادہ نمایاں ہوئے۔ یہ دونوں مکتبۂ فکر فقہ کی تاسیس میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اسی بناء پر یہ دور فقہ کا تاسیسی دور کہا جاتا ہے جس میں عقل و نقل دونوں سے کام لینے کا ایک "خوشگوار آمیزہ" تیار ہو رہا تھا۔

ذوق اجتہاد کو علمی رنگ دینے کی کوشش

(۳) ذوقِ اجتہاد کو علمی رنگ دینے کے لئے تابعین نے صحابہ کے فہمِ نصوص کے طریقوں میں غور کیا جن کا تعلق (۱) الفاظ (۲) معانی اور (۳) معانی کی علتوں سے تھا۔

ظاہر ہے کہ الفاظ کی دلالت مقصود پر ہمیشہ یکساں اور ایک درجہ کی نہیں ہوتی جو الفاظ کسی کے لئے خاص ہیں وہ دوسرے کو نہیں شامل ہوتے اور جو عام ہیں وہ سب کو شامل ہوتے رہیں۔ عام سے کسی کو خاص کرنے کے لئے قرینہ اور دلیل کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً زید کی دلالت متعین شخص پر جیسی ہوگی رجل (مرد) کی دلالت اس پر ایسی نہ ہوگی۔ احل اللہ البیع (اللہ نے بیع کو حلال کیا) عام حکم ہے لیکن سود کو وحرم الربوا (اللہ نے سود کو حرام کیا) کے ذریعہ بیع کے حکم سے خاص کیا گیا۔ کبھی الفاظ کے کئی معنی ہوتے ہیں جن کی حقیقتیں مختلف ہوتی اور ایک ساتھ وہ نہیں مراد لئے جاسکتے ہیں۔ ایسی صورت میں مختلف معنوں میں غور و فکر کر کے سیاق و سباق کی مناسبت سے کسی ایک معنی کو ترجیح

دینے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے لفظ "عین" کئی مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کبھی الفاظ سے حکم کسی خارجی سبب کی بنا پر مناسب جزئیہ کے لئے نہیں ظاہر ہوتا اس میں غور وفکر کے بعد وہ سبب دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، پھر مناسبت کی وجہ سے ان میں حکم جاری کیا جاتا ہے، مثلاً والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما اس میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ظاہر ہے لیکن گرہ کٹ (طرار) اور کفن چور (نباش) کے لئے یہ حکم ظاہر نہیں ہے لیکن نوعیت کی تبدیلی کے باوجود دونوں میں مناسبت ہے اس لئے حکم بھی یکساں ہوگا۔

"معانی" سے کچھ چیزیں قصداً مراد ہوتی ہیں اور ظاہری کلام ہی سے سمجھ میں آجاتی ہیں اور کچھ اشارۃً مراد ہوتی اور عمومی مفہوم میں شامل ہوتی ہیں جیسے "وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف" اس آیت میں باپ پر دودھ پلانے والی کے اخراجات کا ثبوت قصداً ہے اور باپ کی طرف نسب کی نسبت کا ثبوت اشارۃً ہے۔

اسی طرح وہ علتیں جو حکم کو ثابت کرتی ہیں وہ بھی یکساں اور ایک درجہ کی نہیں ہوتی ہیں مثلاً کوئی منقول ہوتی کوئی مستنبط ہوتی کسی کے استنباط پر اتفاق ہوتا اور کسی پر اختلاف

فہم نصوص کے طریقوں سے متعلق یہ چند اشارات ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ تابعین نے ذوقِ اجتہاد کو علمی رنگ دینے کے لئے کس قسم کی کوششیں کی تھیں۔

علمی رنگ کے بعد بھی اجتہاد کی تین شکلیں

علمی رنگ دینے کے بعد بھی اجتہاد کی وہی تین شکلیں رہیں جو صحابہ کے زمانہ میں تھیں (۱) اجتہاد توضیحی (۲) اجتہاد استنباطی اور (۳) اجتہاد استصلاحی (ہر ایک کی تفصیل پہلے گذر چکی)

لیکن علمی رنگ دینے کے بعد ان تینوں میں کافی وسعت ہو گئی تھی جس سے ہر ایک کی کئی کئی شاخیں پیدا ہوئیں۔

تبدیلی احکام کے مسئلہ پر غور وخوض

پھر تابعین نے اجتہاد کو وسیع کرنے کے لئے احوال وظروف کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی کے مسئلہ پر خاص طور سے غور کیا جس کا

ثبوت صحابہ کے اجتہادات میں موجود تھا۔ اس تبدیلی سے کسی حکم کا ابطال نہیں مقصود ہوتا بلکہ اس کے نفاذ کا موقع ومحل متعین کرنا مقصود ہوتا ہے۔ پھر اس کا تعلق تمام احکام سے نہیں بلکہ صرف ان احکام سے ہے جو زمانی مصلحت کے تابع ہوتے اور اس وقت تک باقی رہتے ہیں جب تک وہ مصلحت باقی رہتی ہے اگر کچھ دنوں کے بعد اس مصلحت کا لحاظ ضروری ہو جائے تو وہ احکام حسبِ سابق بحال ہو جاتے ہیں۔ اس کی واضح مثالیں حضرت عمر کی اولیات اور ان کے اجتہادات میں موجود ہیں۔

اجماع سے متعلق مختلف رجحان

اجتہاد کے دائرہ کو وسیع کرنے میں اجماع سے متعلق مختلف رجحان بھی مددگار ثابت ہوئے مثلاً

(۱) اجماع واقعی — وہ جس پر اہل مدینہ کا اتفاق ہو۔
(۲) اجماع ذاتی — وہ جس پر سب اہل علم کا اتفاق ہو۔
(۳) اجماع نقلی — کسی حکم شرعی کے نقلی پر اتفاق ہو۔
(۴) اجماع اجتہادی — کسی حکم اجتہادی پر اتفاق ہو۔
(۵) اجماع قولی — وہ جس پر سب اہل علم کا اقرار یا فعل ہو۔
(۶) اجماع سکوتی — وہ جس پر بعض کا اقرار یا فعل اور بعض کا سکوت ہو۔

نفس اجماع پر اتفاق کے باوجود اس کی شکلوں کے حجت ہونے پر اختلاف ہوا جس نے جس شکل کو حجت نہیں تسلیم کیا اس سے متعلق مسائل میں اجتہاد سے کام لیا اور اجتہاد کا دائرہ وسیع ہوا۔

غرض اس طرح مختلف طریقوں سے تابعین نے اجتہاد کو علمی رنگ دیا اور اصول فقہ کی بنیاد پڑی۔

اجتہاد کے لئے تین قسم کے مسائل

علمی رنگ دینے کے بعد اجتہاد کے لئے تین قسم کے مسائل متعین ہوئے:

(۱) وہ نئے مسائل جو تمدن کی وسعت، فتوحات کی کثرت اور علمی ترقی کی وجہ سے پیدا ہوئے۔

(۲) وہ مسائل جن پر پہلے اجتہاد ہو چکا ہے اور اب حالات وظروف کی تبدیلی سے ان کا مقصد فوت ہو رہا یا ان پر عمل درآمد سے لوگوں کو غیر معمولی مشقت پیش آرہی ہے۔

(۳) وہ مسائل جن کا ذکر نص میں موجود ہے لیکن زمانی مصلحت کی وجہ سے صحابہ نے ان کے نفاذ کا موقع ومحل متعین کیا تھا ان میں بعض پر نظر ثانی کی ضرورت نہ پیش آئی جیسے تالیف قلب کے لئے زکوٰۃ دینے کی ممانعت اور بعض پر نظر ثانی کی ضرورت پیش آئی جیسے کتابیہ سے نکاح کی اجازت۔ حضرت عمرؓ کی ممانعت جس وقتی مصلحت کی وجہ سے تھی وہ اب ہر جگہ نہ باقی رہی تھی وغیرہ۔

(باقی)

حیات مولانا عبد الحیؒ

مولفہ: جناب مولانا سید ابو الحسن علی ندوی صاحب

سابق ناظم ندوۃ العلماء جناب مولانا حکیم عبد الحی حسنی صاحبؒ کے سوانح حیات۔ علمی ودینی کمالات وخدمات کا تذکرہ اور ان کی عربی واردو تصانیف پر تبصرہ۔ آخر میں مولانا کے فرزند اکبر جناب مولانا حکیم سید عبد العلیؒ کے مختصر حالات بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۱۲/۵۰ بلا جلد

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶